|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| دار الافتاء  جامعہ مدنیہ  بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی |  | **DARUL IFTA**  **JAMIA MADNIAH**  BLOCK I,NORTH NAZIM ABAD  KARACHI |

فتوی نمبر 1444040400117

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اب وہ عورت واپس آنا چاہتی ہے حلالہ کے ذریعے اور حمل ضائع کروادیا ہے کیا یہ جائز ہے؟اور دوبارہ کیسے آسکتی ہے پہلے شوہر کے پاس؟

مستفتی:مولانا منظور عالم

03424065325

الجواب حامدا ومصلیا

1۔ واضح رہے کہ( اسقاطِ حمل )کےبارےمیں تفصیل یہ ہےکہ اگرحمل سےعورت کی جان کوخطرہ ہویاکسی شدیدمضرت کااندیشہ ہو،یاحمل سےعورت کادودھ بندہوجائےجس سے پہلےبچہ کونقصان پہنچنےکااندیشہ ہواورکوئی تجربہ کارمستندمسلمان ڈاکٹراس کی تصدیق کرتا ہوتوان جیسےاعذارکی بنا پرحمل میں روح پڑجانےسےپہلےپہلے(جس کی مدت تقریباً چار ماہ ہے)اسےساقط کرنےکی گنجائش ہوتی ہے،اورچارماہ کے بعدکسی صورت میں اسقاطِ حمل جائزنہیں ہوتا،اورشدیدعذرنہ ہوتوپھرحمل کوساقط کرناکسی بھی وقت جائزنہیں ہے،بلکہ بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ مذکورہ عورت نےاگران اعذارکےبغیراسقاطِ حمل کروایا ہےتوبہت ہی گناہ کا کام کیاہے؛لہٰذاسب سے پہلےتوخوب توبہ واستغفارکرے اورآئندہ اس قسم کاعمل نہ کرنے کاعزم کرے ۔

پھر اسقاطِ حمل کی صورت میں عدت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر بچے کے اعضاء میں سےکسی عضو (مثلاً: ہاتھ،پیر ،انگلی یا ناخن وغیرہ)کی بناوٹ ظاہرہوچکی ہو تواس حمل کو ساقط کرنے کے بعد عدت گزر جاۓ گی، لیکن اگر بچے کے اعضاء میں سے کسی بھی عضو کی بناوٹ ظاہر نہ ہوئی ہو تو پھر اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، یعنی اس حمل کے ضائع کرنے سے عدت کے گزرنے کا حکم نہیں لگایا جاۓ گا ۔

بچے کے اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہونے کی مدت فقہاء نے چار مہینے لکھی ہے، لہٰذا جو حمل چار مہینے پورے ہونے پر یا چار مہینے کے بعد ضائع کیا جاۓ ، اس کے بعد تو عدت گزرجانے کا حکم لگے گا، لیکن اگر حمل چار مہینے مکمل ہونے سے پہلے پہلے ضائع کیا گیا ہے تو اس حمل کے ضائع کرنے سے عورت کی عدت نہیں گزرے گی ، بلکہ اسے طلاق کی عدت (تین ماہواری) پوری کرنی ہوگی۔

2۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے اور پھر اس سے دوبارہ نکاح کرنے کے لیے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرائے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے گا، ایسا کرنا مکروہ تحریمی (ناجائز) ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسا کرنے والے اور جو شخص ایسا کروا رہا ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے اور وہ کسی دوسری جگہ طلاق دینے کی شرط کے بغیر نکاح کرے ، نکاح کے بعد دوسرا شوہر حقوقِ زوجیت ادا کرے اور اس کے بعد اس کے شوہر کا انتقال ہوجائے یا وہ اسے اتفاقی طور پر طلاق دےدے تو وہ بیوی پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی۔

لما فی الشامیۃ:

"(و) انقضاء (العدة من الأخير وفاقًا) لتعلقه بالفراغ (و سقط) مثلث السين: أي مسقوط (ظهر بعض خلقه كيد أو رجل) أو أصبع أو ظفر أو شعر، و لايستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يومًا (ولد) حكمًا (فتصير) المرأة (به نفساء والأمة أم ولد ويحنث به) في تعليقه و تنقضي به العدة، فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء.

مطلب في أحوال السقط و أحكامه

(قوله: أي مسقوط) الذي في البحر التعبير بالساقط و هو الحق لفظا و معنى؛ أما لفظًا فلأن سقط لازم لايبنى منه اسم المفعول، و أما معنى فلأنّ المقصود سقوط الولد سواء سقط بنفسه أو أسقطه غيره ح (قوله: و لايستبين خلقه إلخ) قال في البحر: المراد نفخ الروح و إلا فالمشاهد ظهور خلقه قبلها اهـ و كون المراد به ما ذكر ممنوع. و قد وجهه في البدائع و غيرها بأنه يكون أربعين يومًا نطفة و أربعين علقةً و أربعين مضغةً. و عبارته في عقد الفرائد قالوا: يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة و

لم يخلق له عضو، و قدروا تلك المدة بمائة و عشرين يومًا، و إنما أباحوا ذلك؛ لأنّه ليس بآدمي. اهـ كذا في النهر.أقول: لكن يشكل على ذلك قول البحر: إن المشاهد ظهور خلقه قبل هذه المدة، وهو موافق لما في بعض روايات الصحيح «إذا مر بالنطفة ثنتان وأربعون ليلة بعث الله إليها ملكا فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها» وأيضا هو موافق لما ذكره الأطباء.

فقد ذكر الشيخ داود في تذكرته أنه يتحول عظاما مخططة في اثنين وثلاثين يوما إلى خمسين، ثم يجتذب الغذاء ويكتسي اللحم إلى خمس وسبعين، ثم تظهر فيه الغاذية والنامية ويكون كالنبات إلى نحو المائة، ثم يكون كالحيوان النائم إلى عشرين بعدها فتنفخ فيه الروح الحقيقية الإنسانية. اهـ ملخصًا.

نعم نقل بعضهم أنه اتفق العلماء على أن نفخ الروح لا يكون إلا بعد أربعة أشهر أي عقبها كما صرح به جماعة. وعن ابن عباس أنه بعد أربعة أشهر وعشرة أيام وبه أخذ أحمد، و لاينافي ذلك ظهور الخلق قبل ذلك؛ لأن نفخ الروح إنما يكون بعد الخلق، وتمام الكلام في ذلك مبسوط في شرح الحديث الرابع من الأربعين النووية، فراجعه. (قوله والأمة أم ولد) أي إن ادعاه المولى قهستاني عن شرح الطحاوي (قوله ويحنث به في تعليقه) أي يقع المعلق من الطلاق والعتاق وغيرهما بولادته، بأن قال: إن ولدت فأنت طالق أو حرة قهستاني

(قوله: فليس بشيء) قال الرملي في حاشية المنح بعد كلام: وحاصله: أنه إن لم يظهر من خلقه شيء فلا حكم له من هذه الأحكام، وإذا ظهر ولم يتم فلايغسل و لايصلى عليه و لايسمى، وتحصل له هذه الأحكام، وإذا تم ولم يستهل أو استهل وقبل أن يخرج أكثره مات فظاهر الرواية لا يغسل أو لا يسمى والمختار خلافه كما في الهداية، ولا خلاف في عدم الصلاة عليه وعدم إرثه ويلف في خرقة ويدفن وفاقًا. وإذا خرج كله أو أكثره حيا ثم مات فلا خلاف في غسله والصلاة عليه وتسميته، ويرث ويورث إلى غير ذلك من الأحكام المتعلقة بالآدمي الحي الكامل. اهـ."

(مطلب في أحوال السقط، ج:1، ص:302، ط:ايج ايم سعید)

' ( وكره ) التزوج للثاني ( تحريماً )؛ لحديث: لعن المحلل والمحلل له، ( بشرط التحليل )، كتزوجتك على أن أحللك، ( وإن حلت للأول )؛ لصحة النكاح وبطلان الشرط، فلا يجبر على الطلاق'۔

(شامی، كتاب الطلاق، باب الرجعة ،ج3،ص414 ط:سعيد)فقط واللہ اعلم

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ:محمد عباس غفراللہ لہ ولوالدیہ

جامعہ مدنیہ،بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی

5/4/1444ھ

1/11/2022ش